قرآن اور حدیث کی روشنی میں مکمل مدلل بحث

سید الانبیاء کے نام

سن کر انگوٹھی چومنے کی شرعی حیثیت

مؤلف

مفتی رحمت اللہ ''امین''

دار العلوم تعلیم القرآن للبنات ہریانہ روڈ ٹیوب ویل کورونہ پشاور

موبائل: 0306-5909372

﴿قرآن اور حدیث کی روشنی میں مکمل مدلل بحث﴾

سید الانبیاء کے نام

سن کرانگوٹھے چومنے کی شرعی حیثیت



مؤلف

رحمت اللہ (امین)

پشاور ہریانہ روڈ (ٹیوب ویل کورونہ)

مدرسہ دارالعلوم تعلیم القرآن

(للبنات والبنین)

موبائل: 0306-5909372

فہرست

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم ط.

مفتی صاحب بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ اذان کے وقت نیز اقامت میں جب نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر تو انگوٹھوں کے ناخن چومتے ہیں اور آنکھوں پر لگاتے ہیں یہ عمل سنت ہے یا کیا بعض لوگ اسکو سنت سمجھتے ہیں؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے۔ جزاء کم اللہ خیراً۔

الجواب بتوفیق اللہ تعالیٰ

سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو پردہ خفا میں ہو اور امۃ محمدیؐ کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہو آپ کی ایک ایک اداہ ایک ایک حرکت اور نشت و برخاست غرضیکہ کوئی بھی آپ کا قول و فعل پوشیدہ نہیں۔
اذان جیسی عبادت جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی تھی اور ہجرت کے بعد تقریباً دس سال مدینہ طیبہ میں آپؐ کے سامنے ہوتی رہی اور اذان کے کلمات نیز اذان دینے والوں کے نام اور اذان کی جملہ کیفیات احادیث کے ذخیرہ میں موجود ہیں۔ مگر کسی بھی صحیح روایت میں اس کا ذکر نہیں کہ اذان سنتے وقت انگوٹھے چومنے چاہئیں۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمد ﷺ سے ہی محبت ہے۔ (اور ہر مسلمان کو ہونی چاہئے) تو اذان دینے والے کے منہ کو چومنا چاہئے جس کے مبارک ہونٹوں اور زبان سے یہ مبارک نام نکلا ہے۔ اپنے انگوٹھے تو ہر وقت ساتھ ہی رہتے ہیں۔ نہ تو ان سے آپ کا اسم گرامی صادر ہوتا ہے اور نہ ان پر لکھا ہوا ہوتا ہے جب اس فعل کا صحیح احادیثؐ سے ثبوت ہی نہیں۔ اور اذان جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے اور

خیر القرون میں ہوتی رہی تو پھر اس کو آج کیسے دین کہا جا سکتا ہے اور کس طرح اس کو شعار دین بنانا درست ہے۔ اور نہ کرنے والوں کو کیونکر ملامت کرنا روا ہے۔

نبی علیہ السلام کانام سن کر درود پڑھنا سنت نہ بلکہ واجب ھے

نبی اکرم کا نام مبارک پڑھ کر سن کر درود شریف پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس میں سرور دو جہان کی صحیح تعظیم بھی ہے ایک مجلس میں کئی مرتبہ آپ کا نام مبارک پڑھا جائے یا سنا جائے تو اس کے لئے فتویٰ یہ ہے کہ ہر مرتبہ درود پڑھنا مستحب اور کم از کم ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

(کذا فی الدر المختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۱) مطلب فی وجوب الصلاۃ علیہ کلما ذکر علیہ الصلاۃ و السلام)

مگر اس وقت انگوٹھے چومنے کے متعلق کوئی صحیح یا ضعیف حدیث وارد نہیں ہے اگر ضعیف حدیث ہوتی تو بھی اس پر فضائل میں عمل جائز ہے لیکن نہیں۔

لہذا انگوٹھے چومنا اور حدیث سے ثابت شدہ ماننا او مسنون سمجھنا اور آپ کی تعظیم ٹھہرانا غلط اور بے دلیل ہے۔ یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے اس سے احتراز ضروری ہے۔

نبی اکرم کا ارشاد ہے۔

(من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فهو ردٌّ (بخاری ج ۱ ص ۳۷۱، مسلم ج ۲ ص ۷۷)

یعنی جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالی کہ جو دین میں داخل نہ ہو وہ

قابل تسلیم نہیں ہے بلکہ مردود ہے۔ نیز ارشاد ہے۔

(من عمل عملاً لیس علیه امرنا فهو ردّ (مسلم ج ۲ ص ۷۷)

جو شخص ایسا کام کرے جس کیلیئے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی جو ہمارے طریقہ پر نہ ہو) وہ رد ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ انگوٹھے چومنا نبی اکرمؐ سے کہاں ثابت ہے؟ اور اس کی متعلق صحیح حدیث کہاں؟

انگوٹھے چومنے والی حدیث من گھڑت ہے۔

ازان کے وقت انگوٹھے چومنے کے متعلق جو احادیث اور روایات آئی ہیں وہ مسند الفردوس دیلمی کے حوالے سے موضوعات کبیر او تذکرة الموضوعات اور الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه وغیرہ میں منقول ہیں۔

علامہ سخاویؒ کے حوالے سے **ملا علی قاریؒ** مذکورہ روایات کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ لایصح (موضوعات کبیر ص ۸۵) یعنی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

علامہ محمد طاہرؒ پٹنی فرماتے ہیں کہ۔ (لایصح (تذکرة الموضوعات ص ۳۴) یہ روایت صحیح نہیں۔

اور **علامہ شوکانیؒ** علامہ طاہرؒ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ۔ (لایصح الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه ص ۹) یہ روایت صحیح نہیں۔

اور **امام المحدثین علامہ جلا الدین سیوطیؒ**

لکھتے ہیں کہ۔(الا حادیث التی رویت کلھا موضوعات(یعنی مؤذن سے کلمہ شہادت میں آپ کا نام مبارک سن کرانگلیاں چومنے اور انکھوں پر رکھنے کے متعلق جو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں وہ سب موضع یعنی غلط اور بناوٹی ہیں (تیسر المقال وغیرہ) فتاوی نذیرج ا ص ۲۴۹)

علامہ ابو اسحاق شرح رسالہ عبدالسلام میں فرماتے ہیں۔ (وقد تکلمُوا فی احادیث وضع الابهامین علی العینین فلم یصح منها شیئ بروایةٍ ضعیفة وایضاً صرّح بعضهم بوضع کلّها.

فتاویٰ نذیریه ج ۱ ص ۲۴۷ بحواله الشرح رساله عبدالسلام)

یعنی انکھو پر انگوٹھے رکھنے کی حدیثوں پر علماء نے کلام کیا ہے۔کسی ضعیف رویت سے بھی یہ ثابت نہیں۔بعض محدثین نے اس قسم کی تمام حدیثوں کو صاف طور سے موضوع بتایا ہے۔

امام ابوالحسن عبدالغافر فارسی صاحب مفھم شرح صحیح مسلم۔اور کتاب اقوال الاکاذیب میں لکھتے ہیں۔

(والروایات فی هذا الباب کثیرة لا اصل لها بسند ضعیف ایضا.وقال ابونعیم الاصبهانی مارُویَ فی ذالک کله موضوع الخ .فتاوی نذیریه ص ۲۴۷)

انگوٹھے چوم کرانکھوں پر رکھنے کی روایتیں تو بہت ہیں مگر کسی ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں۔(سب من گھڑت ہیں) حافظ ابونعیم اصبہانی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جس قدر روایتیں ہیں سب موضوع ہیں۔

انگوٹھے چومنے کی روایات مذاہب اربعہ کے علماء بالاتفاق غیر صحیح کہتے ہیں۔

حسن بن علی ہندی صاحب سبیل الجنان نے تعلیقات مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔

(کل ماروی فی وضع الابهامین علی العینین عند سماع الشهادة من المؤذن لم یصح .فتاوی نذیریه ج ۱ ص ۲۴۶)

بحوالہ تعلیقات مشکوٰۃ. یعنی مؤذن سے کلمہ شہادۃ سننے کے وقت انگوٹھوں کو انکھوں پر رکھنے کے بارے میں جو روایات ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ اسطرح سخاویؒ نے مقاصد حسنہ میں اور شیخ الاسلام مترجم بخاری حسن بن علی ھندی، اور ابوالربیع شافعی اور زرقانی مالکی، اور محمد طاہر پٹنی حنفی نے ان احادیث کو لا یصح لکھا ہے۔

علامہ ابن عابدین الشامی کا فیصلہ۔

بعض جاھل مولویوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو شامی میں مذکور ہے اور یہ لوگ اس کو نہیں مانتے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہر کوئی شامی نہیں سمجھتے شامی سمجھنے کیلئے کچھ نہ کچھ علم کی ضرورت ہے۔ حالانکہ شامی میں اس مسئلہ کی تردید ہے۔

اب میں انشاء اللہ شامی کی پوری عبارت نقل کرتا ہوں پھر ناظرین خود فیصلہ کرے

(یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة: صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرّت عینی بک یارسول الله. ثم یقول: اللهمّ متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائداً له الی الجنة کذا فی کنزل العباد،

قهستانی ونحوه فی الفتاویٰ الصوفية وفی کتاب الفردوس من قبّل ظفر ابهامیه عندسماع اشهد ان محمداً رسول الله فی الاذان انا قائده' ومدخله فی صفوف الجنّة وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی وذکر ذالک الجراحی وأطال ثم قال ولم يصح فی المرفوع من کل هذا شیء، ونقل بعضهم ان القهستانی کتب علی هامش نسخته ان هذا مختص بالاذان واما فی الاقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبُّع (الشامی طبعه کوئٹه ص ۸۴ص ۸۵ ج ۲)

دیکھواس مسئلہ نقل کرنے کے بعد آخیر میں فرماتے ہیں۔

ولم يصح فی المرفوع من کل هذا شیء.

لیکن مولوی صاحبان صرف کتاب کی اول عبارت دیکھتے ہیں آگے سکرائی کونہیں جاتے دوسری بات یہ ہے کہ جس کتابوں پر شامی نے حوالہ دیا ہے وہ غیر معتبر کتابیں ہیں اب میں انشاء اللہ نشاندھی کرتا ہوں۔

کنز العباد غیر معتبر کتاب هے۔

علامہ ابوسعید سندھی فرماتے ہیں۔ کنز العباد وشرح الاوراد قال علامه جمال الدين المُرشدی فيه احاديث سمجة موضوعة لايحل سماعُها (مقدمه مختصر القدوری ص ۱۲)

کنز العباد شرح الاوراد کے بارے میں علامہ جمال الدین مُرشدی نے فرمایا

کہ اس میں قبیح اور جعلی احادیث ہیں ان کا سننا تک حلال اور جائز نہیں۔

علامہ جمال الدین کی عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب کنز العباد نے اپنی کتاب میں من گھڑت حدیثیں ذکر کی ہیں جن کا سننا بھی حلال نہیں۔ نیز آگے فرماتے ہیں۔

ومنها كنز العباد شرح الاوراد فانه مملوٌ بالمسائل الواهيةِ والاحاديث الموضوعة لاعبرة به لاعند الفقهاء ولاعند المحدثين

(مقدمه مختصر ص ۱۲)

کتب غیر معتبرہ میں سے کنز العباد شرح الاوراد بھی ہے۔ پس یہ واھیات مسائل اور من گھڑت احادیث سے بھری ہوئی ہے نہ تو فقھاء کے ہاں اس کا اعتبار ہے اور نہ محدثین کے نزدیک۔

جب ایک حدیث فقھاء اور محدثین کے نزدیک غیر معتبر اور غیر قابل حجت ہو تو پھر اس سے استدلال کرنا کہاں کی دیانت ہے اور کہاں کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟

علامہ عبدالحی لکھنوی مقدمہ عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایہ میں علامہ صالح کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ کسی کتاب کے مصنف کی حالت سے عدم واقفیت کیوجہ سے اس کتاب سے فتوی دینا جائز نہیں۔

کشرح الکنز لملامسکین وشرح النقایہ للقھستانی، جیسا ملا مسکین کی شرح اور قہستانی کی شرح نقایہ۔

علامہ صالح کے اس قول سے معلوم ہوا کہ صاحب شرح نقایہ مجھول الحال ہے الخ۔

قہستانی کے متعلق **علامہ عبدالحی لکھنوی** مقدمہ عمدۃ الرعایہ میں فرماتے ہیں۔ والقهستاني كجارف سيل وحاطب ليلٍ یعنی قہستانی تمام چیزوں

کو پھانسی چڑھانے والا سیلاب اور رات کی لکڑی جمع کرنے والوں جیسا ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔

قال علی القاری المکی فی رسالتہ شم العوارض فی ذم الروافض لقد صدق عصام الدین فی حق القہستانی انہ لم یکن من تلامذۃ شیخ الاسلام الہروی لا من اعالیھم ولا من ادانیھم وانما کان دلال الکتب فی زمانہ ولا کان یعرف بالفقہ وغیرہ بین اقرانہ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص ۱۱)

اب فتاویٰ صوفیہ کا حال دیکھو۔

علامہ عبدالحی فرماتے ہیں۔

ومنھا الفتاویٰ لفضل اللہ محمد بن ایوب تلمیذ جامع المضمرات کما نقلہ صاحب الکشف عن البرکلی انہ قال انھا لیست من الکتب المعتبرۃ فلایجوز العمل بھا فیھا الا اذا علم موافقتھا للاصول (مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص ۱۲)

یعنی فتاویٰ صوفیہ غیر معتبر کتاب ہے اس پر عمل جائز نہیں۔ ان تصریحات سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ علامہ شامی نے جن کتب کے حوالے دیا ہے وہ غیر معتبر ہیں۔

متصوفہ اور وضع حدیث۔

متصوفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ترغیب اور ترھیب کیلئے اپنی طرف سے حدیث بنانا جائز ہے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

الا ان بعض الکرامیۃ والمتصوفۃ نقل عنھم اباحۃ الوضع فی الترغیب والترھیب وھو خطاء من فاعلہ نشأ عن الجھل لان الترغیب والترھیب

من جملة الاحکام الشرعية (شرح نخبة الفکر ص ٦٣)

بعض کرامیہ اور بعض صوفیہ نے ترغیب وترہیب میں اپنی طرف سے حدیث گھڑنے کو مباح قرار دیا ہے اور یہ سخت غلطی اور جہالت پرمبنی ہے اس لئے کہ ترغیب وترہیب بھی احکام شرعیہ میں سے ہیں۔

شرح نخبۃ الفکر کے اس عبارت کی تشریح میں علامہ **عبداللہ ٹونکی** فرماتے ہیں۔ واذا لم یجز الوضع بسائر الاحکام بالاتفاق لم یجز للترغیب والترھیب لتساویھما لسائر الاحکام ص ٦٣)

یعنی جب تمام احکام میں حدیثیں گھڑنا جائز نہیں تو ترغیب وترہیب میں بھی جائز نہیں اس لئے کہ یہ دونوں بھی باقی احکام شرعیہ کے برابر ہیں۔

اس قسم کے احادیث بیان کرنا حرام ہے چونکہ یہ جائیکہ استدلال میں پیش کی جائیں چنانچہ

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

واتفقوا علی تحریم روایة الموضوع الاّمقروناً ببیانه (شرح نخبة الفکر ص ٦٣ تنزیة الشریعة ج ١ ص ٨)

محدثین کا موضوع حدیث روایت کرنے کے حرام ہونے پر اتفاق ہے مگر یہ کہ اس کا موضوع ہونا ساتھ بیان کیا جائے۔

مستحب بلکہ سنت کبھی بدعت بن جاتی ہے۔

بعض عمل فی نفسہ جائز بلکہ مستحب یا سنت ہوتے ہیں مگر اس کی حیثیت بدل جائے یا بدل جانے کے اندیشہ کی وجہ سے وہ قابل ترک اور حرام ہوتا ہے۔ اس طرح اگر

مستحب کو یا سنت کو لوگ واجب یا فرض سمجھنے لگے اور اس پر لوگوں کو تارک واجب جیسے گناہ گار سمجھتے ہیں اور اس مستحب یا سنت پر التزام کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو کافر، مرتد، وغیرہ کا فتویٰ لگاتے ہیں تو یہ مستحب اور سنت عمل حرام بن جاتا ہے اب اس کی نظائر دیکھو۔

امور خیر کو جانب یمین سے شروع کرنا نبی پاکؐ سے ثابت ہے اور یہ ایک بہترین عمل ہے کہ ہر کار خیر میں جانب یمین سے شروع کرے لیکن جب عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے زمانے میں اس کا کافی اہتمام دیکھا کہ نماز میں صرف لوگ جانب یمین کی طرف پھیرتے ہے اور جانب شمال کو پھیرنا بُرا سمجھتے ہیں تو آپؓ نے واجب سمجھ لینے کے ڈر سے مکروہ ہونے کا فتویٰ لگایا۔

قال ابن المنير ان المندوبات تنقلب مكروهات اذا رفعت عن رتبتها لان التيامن مستحب في كل شيئ اي من امور العبادات لكن لماخشى ابن مسعودؓ ان يعتقدوا وجوبه اشار الى كراهته (فتح البارى شرح البخارى ج ۲ ص ۲۸۱)

اس طرح بعض فقہاء نے اپنی زمانہ میں ایام بیض (ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں، پندرھویں) کے روزوں کے متعلق کراہت کا فتویٰ دیا کیونکہ ان کے زمانہ میں ان روزوں کا عام رواج ایسا ہو گیا تھا کہ خطرہ ہوا کہ لوگ واجب سمجھنے لگیں گے حالانکہ ایام البیض کے روزے احادیثوں سے ثابت ہے اور ان کی فضیلت میں بہت احادیث ہے۔ لیکن پھر بھی فقہاء نے کراہت کا فتویٰ لگایا۔

کذا فی مجالس الابرار م ص ۵۰ ص ۲۹۹)

اصول فقه کاقاعدہ جومسلمہ ھے۔

جس فعل کے سنت یابدعت ہونے میں اختلاف ہو یا حلت وحرمت میں اختلاف ہو

تواسے عمل کوچھوڑ دیاجائے۔

وماتردد بین البدعة والسنة يترک (فتح القدير ج ١ ص ٢٥٥)

جس چیز کے متعلق تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو اسے چھوڑ دیا جائے۔

اور بحرالرائق میں فرماتے ھیں۔

ان الحکم اذا تردد بين سنة وبدعة كان ترک البدعة راجحاً على

فعل السنة (ج ٢ ص ٢٠) باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها.

فتاوٰی عالمگیری میں ھے۔

وماتردد بين البدعة والسنة يترک. جس چیز کے متعلق تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا

بدعت تو اسے چھوڑ دیا جائے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۹)

علامہ شامی میں ھے۔

اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترک السنة راجحاً على فعل

البدعة (شامی ج ١ ص ١٠٠ مكروهات الصلوة)

شاہ ولی اللہ دہلوی تحریف دین کے اسباب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

وان يلتزم السنن والاداب كالتزام الواجبات. یعنی دین میں ایک تحریف یہ

بھی ہے کہ سنن اور مستحبات کو واجب کی طرح لازم وضروری قرار دے۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۲۶۱)

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں۔

ثم اقتحمت الصحابة ترک سنة حذراً من ان يضع الناس الامر على غير وجهه فيعتقدونها فريضة (اعتصام ج ۲ ص ۹۲)

اس طرح مجالس الابرار میں ہے۔ ان المندوبات قد تنقلب مکروهات اذا رفعت عن رتبتها (۵۰م ص ۲۹۹)

مجمع البحار ج ۲ ص ۲۲۴)۔ میں فرماتے ہیں:۔

واستنبط منه ان المندوب يقلب مکروهاً اذا خيف ان يرفع عن رتبته.

اگر ایک کام یا سنت اہل بدعت کاشعار بن جائے تو اس سے بھی احتراز لازم ہے جیسا انگوٹھے چومنا ان کا شعار ہے۔ اگر چہ یہ عمل سنت بھی نہیں تو اسکا بد طریقہ اولیٰ چھوڑنا ضروری ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

مهما صارت السنة شعاراً لاهل البدعة قلنا يتركها خوفاً عن التشبه بهم (احياء العلوم ج ۲ ص ۲۷۰)ج

جب کوئی سنت بدعتیوں کا امتیازی شعار بن جائے تو ہم ان کے مشابہ بن جانے کے خوف سے اس کے ترک کرنے کا حکم دیں گے اب تو خود فیصلہ کرو۔

چند غیر معتبر کتابیں۔

غیر معتبر کتابوں کی فہرست میں یہ کتابیں بھی داخل ہیں۔ فتاویٰ صوفیہ، جامع الرموز، کنز العباد، خزانة الروایات، اور شرح مختصر، قصص

الانبیاء، روح البیان، ان کتابوں پر ان علماء کی تردید موجود ہیں۔

علامہ برکلیؒ، علامہ عصام الدینؒ، علامہ جلال الدینؒ علامہ ملا علی قاریؒ، علامہ ابن عابدین الشامیؒ دیکھئے مقدمہ مفید المفتی ص۹۵۔۹۴)

مختصر اذان کی مسنون کیفیت۔

مؤذن کے آداب یہ ہیں باضوء ہو، قبلہ رُخ ہو، کھڑے ہو، بلند آواز سے اذان دینا، حی علی الصلوٰۃ حتی علی الفلاح میں دائیں اور بائیں جانب منہ پھیر لینا، دنوں کانوں میں انگلیا ڈال کر اذان دینا، وقت پر اذان دینا، اونچی اور بلند جگہ اذان دینا، عاقل بالغ ہو، اگر نابالغ سمجھدار ہو بھی جائز ہے۔ اذان ٹھہر ٹھہر کر دینا، اچھی آواز والا زیادہ بہتر ہے اذان کیلئے، اذان واقامت میں پیروں کو اپنی جگہ رکھنا۔ وغیرہ کشف الغمہ ص ۷۷، دار قطنی تلخیص الخبر ص ۲۱۱، سنن کبریٰ، ابن ابی شیبہ، ابن عبدالرزاق، مطالب عالیہ ج ۱ ص ۶۴) ابن ماجہ ص ۵۲، عمدہ القاری ص ۱۴۹، ابن خزیمہ ص ۲۰۳ ج ۱، ابوداود ص ۷۹ شمائل کبریٰ ص ۳۷۶ ج ۵، نسائی ص اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۲۸، سنن دارمی۔

آذان سننے والا کے آداب۔

نبی پاکؐ کا ارشاد ہے۔ تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہہ رہا ہے۔ (بخاری مسلم وغیرہ) یعنی عینِ وہ الفاظ کہنا بعض روایتوں میں حی علی الصلوۃ حیَّ علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ وارد ہے۔ (مسلم، ابو داود، مشکوۃ) اور اقامت میں قد قامت الصلوہ کے جواب میں اقامھا اللہ وادامھا کہو۔ اور الصلوۃ خیرم من النوم کے جواب میں صدقت و بررت

کہنا، وقت اذان بات نہ کرنا۔ تلاوت نہ کرنا۔ اذان کا جواب دینا۔ مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم ہے وغیرہ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۳۲ ،شمائل کبری ج ۵ ص ۳۸۵) وغیرہ.

آذان کے بعد دعاء

اللھم ربّ ھذہ الدعوۃ التّامة والصلاۃ القائمة آتِ محمّدَ ن الوَسیلة والفضیلة وابعثه مقاماً محمودا ن الذی وعدته.(بخاری ص ۸۶ ترمذی ، نسائی ص ۱۱۰)

اور بیہقی میں۔ اِنّک لاتخلف المیعاد کے الفاظ بھی موجود ہیں اس کے علاوہ بہت مختلف الفاظوں میں دعاء منقول ہیں اس طرح درود بھی منقول ہے کذفی مسلم وغیرہ۔

چند غلطیاں اذان کے متعلق۔

(۱)۔ بعض لوگ آذان میں محمدرسول اللہ کے جواب میں درود پڑھتے ہیں یہ غلط ہے اس وقت اشھدان محمد رسول اللہ کہنا لازم ہے درود کا حکم اس موقع پر نہیں۔

(۲)۔ بعض لوگ جب اذان سن کر جلا جلالہ کہتے ہیں اس کا بھی کوئی اصل نہیں بس وہ الفاظ کہو جو مؤذن کہتے ہیں۔

(۳)۔ بعض لوگ اذان والی دعاء میں والدرجة الرفعیة، وارزقنا شفاعته یوم القیامة کہتے ہیں۔ یہ الفاظ منقول نہیں لہذا یہ بدعت ہے۔

حافظ ابن حجر تلخیص میں کہتے ہیں۔ روایاتوں میں یہ لفظ مروی نہیں ۔

(ج ۱ ص ۲۲۱) **ملا علی قاری** نے مرقات میں لکھا ہے کہ۔ الدرجة الرفیعة جو زبانوں پر مشہور ہے۔

علامہ سخاوی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ میں نے کسی روایت میں نہیں پایا (مرقات ج ۱ ص ۴۲۵)

علامہ زبیدی نے شرح احیاء میں لکھا ہے کہ یہ مدرج ہے کسی روایت میں نہیں پایا۔

علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے بھی یہی کہا ہے کہ حافظ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں،

علامہ سخاوی کہتے ہیں میں نے اس کو کہیں نہیں پایا (السعایہ ص ۴۷

معارف السنن ج ۲ ص ۲۳۸ بحوالہ شمائل کبریٰ ج ۵ ص ۳۹۴)

لہذا یہ الفاظ کہنا من گھڑت ہیں اس سے احتراز کرو۔

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

وقال ابن حجر فی شرح المنهاج وزيادة الدرجة الرفيعة وختمه بيا ارحم الراحمين لا اصل لهما.

یعنی ان الفاظ کا کوئی اصل نہیں اسطرح بذل المجھود ج ۱ ص ۳۰۲) میں فرماتے ہیں کہ اس کا اصل نہیں۔اور **خیر الفتاویٰ** میں خیر محمد جالندھری فرماتے ہیں۔تمام معتبر و مستند کتب حدیث میں یہ دعاء باین الفاظ منقول ہے۔اللھم الخ۔آخیر میں فرماتے ہیں۔مسنون الفاظ پر اضافہ کر کے پڑھنے سے دعاء مسنون کی برکت حاصل نہ ہوگی ج ا ص ۲۱۷)

شیخ عبدالحق بانی جامعہ حقانیہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ بے اصل ہیں (حقانیہ ج ۳ ص ۶۱) اعلاء السنن میں بھی مکمل ....تردید موجود ہیں) نماز مسنون میں بھی اس کی تردید ہے ص ۲۵۵)

اکابرین علمائے اُمّۃ کے اقوال۔

مفتی اعظم دہلی مفتی کفایت اللہ صاحب کوایک سوال اوراس کا جواب..............!

سوال۔ بے شک حدیث صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موضع ہے۔لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ابھا مین عنداستماع اسمه صلی الله علیه وسلم عند الاذان جائز ہے۔

جواب۔ شامی نے اس مسئلے کوقہستانی سے اور قہستانی نے کنزل العباد سے نقل کیا ہے. نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے۔کنزل العباد اور فتاوی صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں۔اور جبکہ حدیث کا ناقبل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنّت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے۔اوراس کے تارک کوملامت یاطعن کرنا مذموم ہے زیادہ سے زیادہ اس کوبطور علاج رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرلے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہوسکتا ہے۔اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔

مفتی کفایت الله مدرسه امینیه دهلی (کفایت المفتی ج ٣ص ٨)

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا قول۔

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

ویستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادة. صلی الله علیک یارسول الله وعند الثانية منها قرت عینی بک یارسول الله ثم یقول اللهمّ متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابها مین علی العنین فانه علیه السلام یکون قائداً له الی الجنة کذا فی کنز العباد. قهستانی

ونحوه فی الفتاوی الصوفیہ (الی ان قال) وذکر ذالک الجراحی و اطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ھذاشی الخ.

علامہ شامی نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے اس تقبیل کا استحباب نقل کرنے کے بعد جراحی سے نقل کیا ہے کہ کسی حدیث سے اسکا ثبوت نہیں لہذا اس کی سنیت پر کوئی دلیل نہیں اور چونکہ عوام اس کو سنت سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھ کر تارکِ تقبیل کو ملامت کرتے ہیں لہذا اسکا ترک ضروری ہوگیا۔ عبارت منسلکہ سے متعلق جس کتاب کا حوالہ پیش کیا گیا ہے وہ غیر معروف ہے۔ اگر صحیح بھی ہوتو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کہیں لکھا ہوا ہوتو اسے چومنا اور انکھوں پر لگانا باعث برکت وثواب ہے۔ اوراس سے کسی کو انکار نہیں، یہ کیسے ثابت ہوا کہ ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا جائے خصوصاً اذان کے وقت (احسن الفتاوی ج ا ص ۳۷۸)

علامہ مفتی عبدالرحیم لاجپوری نقشبندی الحنفیؒ کاقول۔

مفتی عبدالرحیم زبردست شاندار بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سنکر یالیکر درود شریف پڑھنے کی فضیلت اورتاکید احادیث صحیحہ میں آئی ہے مشکوٰۃ میں ہے۔

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی: حقیقت میں بخیل وہ ہے جس کی سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور فرمایا: رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی ہلاک ہو وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں) صرف اذان کے وقت جب

مؤذن اشهد ان محمد رسول الله بار دیگر کہے تو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخن کو آنکھ پر رکھنے کے متعلق بعض عالموں نے لکھا ہے مگر اول تو ایسی روایتوں کے حوالہ سے لکھا ہے جو ضعیف ہیں جن سے استدلال درست نہیں۔ اس کے علاوہ بطور عبادت نہیں بلکہ اس کو آنکھ کے مرض کا علاج بتایا ہے۔ آپ کی خاص تعظیم کے طور پر نہیں۔ (مقاصد حسنہ) فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۶تا۸۸)

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی محمود حسنؒ کا قول۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو بحوالہ فردوس دیلمی نقل کر کے تذکرۃ الموضوعات ص ۳۴ میں لکھا ہے۔ لا یصح اور ابوالعباس متصوف کی سند کو لکھا ہے۔ (فیہ مجاھیل) اس کے بعد بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ یہ آشوب چشم کا مجرب علاج ہے پس اس کو سنت ھدیٰ سمجھ کر بطور عبادت کرنا بے اصل بلکہ بدعت ہے اس لئے ترک لازم ہے۔ (الی قولہ) کنزل العباد میں ہر طرح کے روایات ہیں موضوعات بھی ہیں ردالمختار میں اس کو کنزالعباد کے حوالہ سے نقل کیا ہے جس کا درجہ کنزل العمال سے بھی کمتر اور ضعیف ہے اس میں ایسی روایات ضعیفہ موضوعہ اور مسائل غریبہ ہیں جن پر فتویٰ ہرگز نہیں دیا جا سکتا النافع الکبیر میں اس کتاب کا حال مذکور ہے۔ الخ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۳۷)

(ایک عربی سوال کے جواب میں مفتی محمود حسنؒ فرماتے ہیں)۔ قلت ذکرہ القاری والشوکانی والفتنی فی الموضوعات ھذا حال لروایة واماتقبیل ابھامین عند ذالک ووضعھما علی العینین فھو عمل لاستشفاء عن الرمد منقول عن بعض السلف لایزید علی ھذا. فمن فعل

هذا على وجه القربة والمثوبة فهو بدعة ينبغي تركها. واما النداء فان اعتقدانّ الملائكة تبلغه النبي صلى الله عليه وسلم باذنه تعالىٰ فلا بأس وان اعتقدانّ النبي صلى الله عليه وسلم يسمع بغير توسط احدمن كل مكان فهو غير ثابت بل هو شعبة من علم الغيب وهو امر تفرّد به الله تعالىٰ وكفر الحنفية تصريحا من اعتقدان رسول الله صلى عليه وسلم يعلم الغيب (محموديه ج ۱ ص ۶۵ ، ج ۲ ص ۵۹، ج ۲ ص ۱۷۴)

مولانا یوسف لدھیانوی شہید کا فیصلہ۔

مولانا یوسفؒ اختلاف امت اور صراط مستقیم میں فرماتے ہیں۔ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ آذان واقامت میں آپ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومتے ہیں اور اس کے ثبوت میں ابوبکر صدیقؓ سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے اس میں مذکورہ بلا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہی پائی جاتی ....

اول ۔ تو وہ روایت ایسی مہمل ہے کہ ماہرین علم حدیث نے اس کو موضع اور من گھڑت کہا ہے ...... دوسرے۔ یہ روایت اصل دین میں سے کسی اصل کے تحت داخل نہیں .... تیسرے۔ اس کو کرنے والے نہ صرف سنت سمجھتے ہیں بلکہ دین کا اعلیٰ ترین شعار تصور کرتے ہیں۔

اور علامہ شامیؒ اور دیگر اکابر نے ایسا نے کو افتراء علی الرسول قرار دیا ہے.

جس شخص نے یہ روایت گھڑی ہے اس نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ نہیں سوچا کہ آذان واقامت دن میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ روزانہ دس مرتبہ دہرائی جاتی ہے۔ اب اگر آذان واقامت کے وقت انگوٹھے چومنا سنت ہوتا تو جس طرح اذان واقامت مسلمانوں میں

متواتر چلی آتی ہے۔اور مناروں پر گونجتی ہے اس طرح یہ عملاً بھی مسلمانوں میں متواتر ر ہونا۔حدیث کی ساری کتابوں میں اس کو درج کیا جاتا۔اور شرق سے مغرب تک پوری امت اس پر عمل پیرا ہوتی الخ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۱۶ تا ص ۱۲۱)

مولانا مفتی عزیز الرحمن صدر مفتی دارالعلوم کا قول۔

دارالعلوم دیوبند (ص ۹۵ ج ۲) میں فرماتے ہیں: بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشھد ان محمد رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارہ میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہیں اور قول فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ سے یہ عمل ثابت نہیں ہے پس ترک اس کا احوط ہے بوقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بنانا چاہیے۔ احداث فی الدین نہ کرے فقط.

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔

جواب صحیح ہے: اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جاے کہ بعض احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل علاج وحفاظت رمد کے آیا ہے جو ایک امر دنیوی ہے اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب نہیں۔اور اب لوگ اس کو ثواب و تعظیم نبویؐ (کہ امر دینی ہے) سمجھ کر کرتے ہیں۔اور تداوی کو عبادت سمجھنا بدعت ہے اس لئے یہ اس اعتقاد سے بدعت ہوگا۔دوم یہ کہ کرنے والے اس عمل کا التزام واعتقاد کرتے ہیں۔اور تارک کو مطعون سمجھتے ہیں۔(دار العلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵)

قرآن وحدیث میں اس عمل کا ثبوت نہیں۔

قرآن کریم، احادیث، اجماع امت، اور ائمہ اربعہ میں سے کسے امام سے اس فعل کا

ثبوت نہیں اور لوگ اس کو ضروری اور عملاً واجب سمجھتے ہیں اس کے تارک پر نکیر کیجاتی ہے۔ لہذا موجودہ زمانہ میں جائز قرار دینا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے کسی اجماعی امر مستحب کو بھی درجۂ واجب میں پہنچادیا جائے تو اس کا ترک ضروری ہوجاتا ہے۔ تاکہ عوام الناس کا اعتقاد محفوظ رہے۔

حدیث عبداللہ بن مسعود۔ لایجعل احدکم نصیباً للشیطان من صلوته ان لا ینصرف الاعن یمینه کے تحت علماء نے لکھا ہے۔

وفی هذا الحدیث دلیل علی من اعتقدالوجوب فی امر لیس بواجب شرعا او عمل معامله الوجب معه یکون هذا حظا من الشیطان وبدعة مذمومة (بذل ج ۲ص ۱۵۶)

(۲)۔ صحاحِ ستہ کی کسی حدیث میں بلکہ ان کے علاوہ بھی کسی صحیح مرفوع حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔

وذکر ذالک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئ (شامی ج ۱ ص ۲۶۷)

(۳)۔ کسی امام نے اس کے مستحب ہونے کا قول نہیں کیا۔

(۴)۔ ثبوتِ استحباب کیلئے دلیل شرعی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک حکم شرعی ہے بغیر دلیل شرعی کے ثابت نہیں ہوگا۔

علامہ شامی نقل فرماتے ہیں۔

والمستحب وهو ماورد به دلیل ندب یخصه کما فی التحریر ج ۱ ص ۹۶

لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ کسی عالم غیر مجتہد نے غیر دلیل کو دلیل سمجھتے ہوئے کسی فعل کو مستحب کہا ہو۔ جب تحقیق سے اس دلیل کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو جائے گا تو فعل مذکور کا مستحب ہونا بھی منتفی ہو جائے گا۔

حدیث ضعیف پر عمل کیلئے تین شروط۔

(۱)۔ ضعیف شدید نہ ہو۔

(۲)۔ یہ عمل کسی اصل عام کے تحت داخل ہو۔

(۳)۔ اس عمل کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ کیا جائے۔

قال فی الدرالمختار: شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدة ضعفه وان یدخل تحت اصل عام وان لا یعتقد سنیة ذالک الحدیث واما الموضوع فلا یجوز العمل به بحال (شامی ص ۱۱۹ ج مع خیر الفتاوی، رحیمیه ج۲ص ۸۷ منهاج الوضح ص ۲۴۳، القول البدیع ص ۱۹۵، والباعث الخثیث والقواعد التحدیث ص ۱۱۶ وظفرالامانی ص ۱۰۳)

زیر بحث مسئلہ میں یہ تینوں شرطیں مفقود ہیں کیونکہ ایسی روایات میں شدید ضعف ہے بلکہ موضوع اور من گھڑت ہے۔

الاحادیث التی رویت فی تقبیل الانامل وجعلها علی العینین عند سماع اسمه صلی الله علیه وسلم عن المؤذن فی کلمة لشهادة کلها موضوعات انتهیٰ تیسیر المقال للسیوطی.

چند بدعات مع انگوٹھے کا چومنا۔

عزیز الفتاویٰ میں مفتی عزیز الرحمٰنؒ فرماتے ہیں۔ مولود شریف مروجہ وقیام مروجہ، یاعلی یا

پیر کہنا سب ناجائز اور بدعت اور لا اصل لہ میں داخل ہے۔ اہل سنت و جماعت کو ایسی بدعات سے احتراز لازم ہے۔ درود تاج سے اور درودوں میں زیادہ ثواب ہے ان کو پڑھے جیسے التحیات کے بعد کا درود شریف کہ یہ سب سے افضل درود ہے خود آپ ؐ کی زبان سے نکلا ہے اور آپ ؐ نے اس کی تعلیم فرمائی ہے لہذا درود تاج کا پڑھنا ترک کر دین (درود تاج میں شرکیہ الفاظ ہیں) اور لفظ یا بھی غیر اللہ پر داخل نہ کریں اللہ کے نام کے ساتھ یہ خاص ہے (الی قولہ)

انگوٹھوں کا چومنا۔

ثابت نہیں ہے یہ بھی بے اصل ہے ان رسوم و بدعات کو چھوڑ کر طریق سنت کو اختیار کرنا چاہئے۔ کما قال العارف الشرازیؒ خلاف پیغمبر کسے رہ گردید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ عزیز الفتاوی ص ۱۷۲)

اور ص ۱۲۸ میں فرماتے ہیں) عوام اس کو سنت سمجھنے لگے اور تارک پر طعن و ملامت ہونے لگا تو ایسا امر اگر مستحب بھی ہو تو قابل ترک ہے اور صحابہ و تابعین کا اس پر عمل درآمد نہ ہونا دلیل ہے عدم ثبوت کی۔ فاتباع السنۃ خیر من احداث بدعۃ.

اس عمل کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔

مفتی دارالافتاء والارشاد کراچی ناظم آباد مفتی محمد فرماتے ہیں۔ اس کا کسی بھی صحیح حدیث سے ثبوت نہیں ملتا۔ امام سیوطیؒ نے اس طرح کی تمام روایات کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ اسکو مسنون سمجھنا بدعت ہے۔ آج کل اہل بدعت اسے سنت سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھتے ہیں اور جو انگوٹھے نہ چومے اسے ملامت کرتے ہیں۔ اس لئے یہ واجب الترک ہے اور اس سے اجتناب لازم

ہے۔ اور تحریر میں مولانا محمد عامر صاحب فرماتے ہیں۔

ولم یصح فی الفروع من کل هذا شیء بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۹۸ ۳

آپ کے مسائل کا حل (ص ۱۸۹ ص ۱۹۰)

بانی جمیعت علمائے اسلام کا قول

(س)۔ مولانا مفتی محمود سے سوال کیا گیا ہے کہ آپ کے نام مبارک پر انگوٹھا چومنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(ج)۔ بعض ضعیف کتب میں یہ بات پائی جاتی ہے لیکن چونکہ خیر القرون میں معمول نہ تھا اس لئے اس کو ترک کر دیا چاہئے (اور دعا بعد الجنازہ کے متعلق فرماتے ہیں) بدعت سیۂ ہے صحابہ کرام وتابعین وسلف صالحین سے منقول نہیں اور نہ خیر القرون میں معمول ہے اس لئے اس پر التزام کرنا اور مانعین پر انکار کرنا گناہ ہے اس کا ترک کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۱۵۳)

جنازہ کے بعد دعاء کے متعلق بندہ کی کتاب بنام تحقیق الدعاء بعد صلوۃ الجنازہ موجود ہے تفصیل کیلئے وہ دیکھو۔ اور مفتی محمود کا قول بھی بندہ نے ایک رسالہ لکھا ہے صرف مفتی صاحب کی کتابوں سے

علماء کرام اکوڑہ خٹک کیا فرماتے ہیں۔

فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۶۲) میں فرماتے ہیں صرف اذان کے وقت جب اذان ۔۔۔ ۔۔۔ اشهد ان محمداً رسول الله کے جملے پر انگوٹھیں کے حصول کیلئے ۔۔۔ اب اور سنت وواجب سمجھنے کے انگوٹھے چومنا جائز ہے اگر چہ بعض نے ۔۔۔ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ عمل صرف اذان کے ساتھ خاص ہے۔ دیگر

مقامات میں نہیں۔ دیکھو علمائے اکوڑہ خٹک بھی اس کو ایک علاج سمجھتے ہیں اس کو ثواب یا سنت یا واجب نہیں سمجھتے۔ اور علاج میں ثواب سمجھنا بدعت ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کا عجب فیصلہ۔

فرماتے ہیں۔ اذان کے وقت جو عادت ہے انگوٹھوں کے چومنے کی یہ فی نفسہ آشوب چشم کا عمل تھا لیکن لوگ اس کو ثواب اور تعظیم اسم مبارک نبوی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس لئے بدعت ہے۔ اور اگر اعتقاد نہ ہو تو دوسرے کو شبہ پڑے گا، اس لئے درست نہیں (امداد الفتاویٰ ج۵ ص۲۵۹ ص۲۶۰)

اس عمل کو حدیث کہنا یا ضروری سمجھنا بدعت ہے

مولانا رفعت قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں۔ آپ کا نام سن کر یا لے کر انگوٹھے چومنا بالکل ناجائز ہے، درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور تاکید احادیث صحیحہ میں آئی ہے مگر صحیح حدیث شریف میں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تفصیل دیکھئے فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۵۸، بخاری شریف ج ا ص ۳۷۱، درمختار ص ۴۸۱، محمودیہ ج ا ص ۱۸۶، احسن الفتاویٰ ج ا ص ۳۷۸، وامداد الاحکام ج ا ص ۱۸۸ کفایت المفتی ج ا ص ۱۰۴، (مسائل شرک وبدعت ص ۱۹۹)

مولانا رفعت قاسمی مدظلہ کا فرمان۔

نبی علیہ السلام کا نام مبارک سن کر ہاتھ چومنا اور آنکھوں پر لگانا بدعت ہے۔ اس کے بارے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں۔ بجز اس کے کہ بعض مشائخ نے آشوب چشم (آنکھ دکھنے) کا علاج بتایا ہے کہ اذان میں اس کلمہ کو سن کر آنکھوں کو لگا لے تو آنکھ کا آشوب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کو ہر وقت کرنا انہوں نے کبھی نہیں فرمایا۔ اس

کو حدیث کہنا یا حدیث سے ثابت سمجھنا، یا ضروری قرار دینا، سب ناجائز اور بدعت ہے۔ نظام الفتاویٰ ج ۱ص ۱۹۲)

ہدایہ ج ۱ص ۳۹۹، عالمگیری ج ۴ص ۲۶۲، کراھیت کا بیان مسائل شرک وبدعت ص ۱۹۹)

بانی نصرت العلوم مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کا قول۔

اس سلسلہ کی جو روایات جواز میں پیش کیا جاتی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں۔ بڑے بڑے محدثین کرام مثلاً علامہ شمس الدین سخاویؒ، ابن طاہر پٹنیؒ، زرقانی مالکیؒ، ملا علی قاری حنفیؒ، علامہ عینی حنفیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فعل غیر مشروع اور ممنوع ہے، اور ان احادیث کے خلاف ہے، جو صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن میں آذان کے جواب کا طریقہ سکھلایا گیا ہے۔

عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هٰذا ماليس منه فهوردّ (بخاری ج ۱ ص ۳۷۱، مسلم ج ۲ ص ۷۷

عن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما بعد فانّ خير الحديث كتاب الله وخير الهدىِ هدى محمد صلى الله عليه وسلم وشرّ الامور محدثاتها وكل محدثها بدعة وكل بدعة ضلالة (مسلم ج ۱ ص ۲۸۴) الخ نماز مسنون ص ۲۵۷ تا ۲۰۰)

مولانا سرفراز خان صفدر کابیان۔

برادرِ صوفی عبد[illegible] صاحب صفدر صاحب منہاج الواضح میں فرماتے ہیں۔ انگوٹھے چومنے کے ثبوت میں جوروایتیں پیش کی جاتی ہیں وہ اصولی طور پر دو ہیں۔ ایک حضرت ابوبکر صدیق کی روایت ہے کہ انہوں نے جب مؤذن کا یہ قول سنا کہ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ تو اس وقت انہوں نے اپنے کلمے کی انگلیوں کے باطنی حصوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ پس آپؐ نے فرمایا، جو شخص میرے اس پیارے کی طرح کرے، اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی یہ روایت مسند فردوس دیلمیؒ کے حوالہ سے تذکرۃ الموضوعات ص ۳۶ اور الموضوعات کبیر ۷۵ میں نقل کی گئی ہے اور مفتی احمد یار خان صاحب نے مقاصدِ حسنہ کے حوالہ سے جاء الحق ص ۳۷۸ میں نقل کی ہے۔ اور ترجمہ بھی مفتی صاحب ہی کا ہے اور یہ روایت مولوی محمد عمر صاحب نے مقیاس حنفیت ص ۶۰۳ میں بھی نقل کی ہے۔

جواب **علامہ محمد طاہر حنفی** لکھتے ہیں۔ لا یصح،

تذکرۃ الموضوعات ص ۳۶ کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

ملا علی قاریؒ۔ علامہ سخاویؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ لا یصح، موضوعات کبیر ص ۷۵) کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے، جب سرے سے یہ روایت ہی صحیح نہیں تو اس پر عمل کرنے کی کیسے گنجائش؟ اور خود مفتی احمد یار خان صاحب نے امام سخاویؒ سے لم یصح نقل کر کے اس کا ترجمہ یو کیا ہے: یہ حدیث پایۂ صحت تک نہ پہنچی جاء الحق ص ۳۷۸)

مولوی محمد عمر صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے تذکرۃ الموضوعات اور الموضوعات کبیر سے حوالے نقل کئے ہیں لیکن لا یصح کا ترجمہ بالکل ہضم کر گئے ہیں۔ کمال ہے اس علمی ثقاہت اور دیانتداری پر۔ (المنہاج الواضح ص ۲۳۸ ص ۲۳۹)

مولوی احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ۔

اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک ﷺ انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ جو کچھ اس میں روایات کیا جاتا ہے کلام سے خالی نہیں۔ پس جو اس کیلئے ایسا ثواب مانے یا اسے مسنون ومؤکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر وملامت کہے وہ بے شک غلطی پر ہے۔ ہاں بعض احادیث ضعیفہ مجروحہ میں تقبیل وارد ہے۔ (ابر المقال فی استحسان قبلہ الاجلال ص ۱۲، ۱۵ بحوالہ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۸)

اہل بدعت کا کام بناوٹی روایاتو پر عمل کرنا ہے۔

مولانا حافظ مومن کل صاحب (بدعت اور بدعتی ص ۲۱۴ میں فرماتے ہیں۔ اہل بدعت نے اس بناوٹی روایت کو دلیل بنا کر انگوٹھے چومنے والا عمل شروع کیا۔ حالانکہ اس روایت کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے اور یہ آپ ﷺ اور صدیق اکبرؓ پر صریح بہتان ہے جس کے متعلق آپ ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے

من كذب على متعمداً فليتبوا مقعده من النار،

جو شخص میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنے لئے جہنم میں ٹھکانہ تیار کر لے۔ چنانچہ علامہ طاہر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ولا یصح (تذکرۃ الموضوعات ص ۳۶) کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ الخ۔ بدعت اور بدعتی ص ۲۱۴)

وما علینا الاَ البلاغ. وصل اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدٌ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین: ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم.

﴿کتبہ بندہ رحمت اللہ (امین)﴾

رد رسومات اور بدعات کیلئے بہترین مکمل مدلل سیٹ

اس سیٹ میں ہر بدعت پر مستقل رسالہ ہے جس میں قرآن و حدیث کے دلائل موجود ہیں اور اس کے بعد فقہ او علمائے دیوبند کی کتابوں کے حوالے بکثرت موجود ہیں۔ جو ہر عالم اور طالب العلم کیلئے خصوصاً اور عواموں کیلئے عموماً مفید سٹ ہے اور معاشرے کی اصلاح کیلئے اور رسم رواج کے خاتمہ کیلئے بہترین تحفہ ہے۔

مولف: مفتی رحمت اللہ امین (باجوڑی)

کتاب کا نام	قیمت
(۱) دمری دکورنہ خوراک	25/-
(۲) عید میلاد النبی ﷺ	20/-
(۳) حقیقت الدعاء بعد صلواۃ الجنازہ	30/-
(۴) مفتی محمود کا فتویٰ نماز جنازہ کے بعد دعا	10/-
(۵) حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت	20/-
(۶) عرس کی شرعی حیثیت	20/-
(۷) یا رسول اللہ یا علیؓ یا بابا کہنا	20/-
(۸) سنتوں کے بعد اجتماعی دعا	20/-
(۹) دعاء بحق فلان پہ حنفی مذھب کښ	15/-
(۱۰) ضاد کا صحیح مخرج =100	20/-
(۱۱) گیارویں شریف کی شرعی حیثیت	20/-
(۱۲) فرض نماز کے بعد دعاء	20/-
(۱۳) عالم الغیب کون ہے	20/-
(۱۴) د جنازے نہ بعد دعا	15/-
(۱۵) رسم و رواج اور بدعاتوں کا طوفان	35/-
(۱۶) درود تاج و درود لکھی وغیرہ	15/-
(۱۷) زیارت القبور للنساء	25/-
(۱۸) روزہ میں انجکشن لگوانا	20/-
(۱۹) سید الانبیاء کے نام سن کر انگوٹھے چومنا	20/-
(۲۰) حنفی نماز قرآن حدیث کی روشنی	25/-
(۲۱) دموځ لفظی ترجمہ او مسائل کورس	25/-
(۲۲) مسائل سجدہ سہو 364 مسائل	40/-
(۲۳) آیا مړی اوری	25/-
(۲۴) دلقمان حکیم نصیحتونہ	25/-
(۲۵) مسائل عیدین و قربانی و صدقۃ الفطر	30/-
(۲۶) حنفی نماز پوسٹر کی شکل میں مساجد کیلئے	5/-
(۲۷) کھلے سر نماز پڑھنا پوسٹر کی شکل میں	2
(۲۸) شیخ احمد کے نام وصیت نامہ سے ہوشیار	
(۲۹) د مفتی محمود عقیدہ	20/-
(۳۰) زاد الطالبین اعراب والا	۲۰
(۳۱) شرح زاد الطالبین	۳۰
(۳۲) دریا کار سزا او پہ تندی دتورداغ حکم	۱۵
(۳۳) قرآن خوانی پر اجرت	۳۰
(۳۴) کن لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں	۳۰
(۳۵) خیر الوصول پشتو ترجمہ	۱۵
(۳۶) دمجاہد مقام	۲۰